سپریم کورٹ رپوٹس-[2003]-ایس-یو-پی-2-ایس-سی-آر

اسٹیٹ آف ہریانہ اور دیگر
بنام
جیسبر کور اور دیگران

5اگست2003

[ڈوریسوامی راجو اور اریجیت پاسیات، جسٹسز]

موٹر وہیکل ایکٹ 1988 - دفعہ 166 - موٹر حادثہ - کاشتکار کی موت - معاوضہ - 10 لاکھ روپے کا دعوی - نیچے کی عدالتوں کی طرف سے 9 فیصد سود کے ساتھ 6.5 لاکھ روپے کا ایوارڈ - عرضی کہ متوفی کی آمدنی کا تخمینہ کاری بغیر کسی ثبوت کے فرضی تھا - منعقد: معاوضہ منصفانہ اور معقول ہونا چاہیے - نقصانات کی پیمائش کا انحصار مخصوص حقائق اور حالات پر ہوگا اور مخصوص یا خصوصی خصوصیات کو مدنظر رکھنا ہوگا - تخمینے کو درست ثابت کرنے کے لیے کسی مواد کے بغیر آمدنی کا تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا - آمدنی سے محرومی کا عام اصول ان معاملات پر سختی سے لاگو نہیں ہوتا ہے جہاں زرعی آمدنی کا ذریعہ ہے - معاملے کے حقائق میں 9 فیصد سود کے ساتھ 4,34,000 روپے کا معاوضہ مناسب ہے۔

الفاظ اور جملے:

'منصفانہ اور معقول' - موٹر وہیکل ایکٹ 1988 کے تناظر میں۔

'جے' کا ایک موٹر حادثے میں انتقال ہو گیا۔ جواب دہندہ نمبر 1، اس کی بیوہ اور جواب دہندہ نمبر 2، اس کے نابالغ بیٹے نے موٹر وہیکل ایکٹ 1988 کے تحت 10 لاکھ روپے کے معاوضے کے لیے دعوی کی درخواست دائر کی۔ اپیل کنندہ ہریانہ روڈ ویز، جس سے گاڑی کا تعلق تھا، نے اس دعوے کی اس بنیاد پر مخالفت کی کہ ڈرائیور کی طرف سے کوئی جلد بازی اور لاپرواہی نہیں تھی؛ کہ دعوی کی گئی رقم بغیر کسی معقول بنیاد کے انتہائی بڑھا چڑھا کر پیش کی گئی تھی اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا کہ متوفی کی آمدنی کیا تھی اور متوفی کی طرف سے اس کے

کنبہ کو مالی تعاون سے محروم کیا گیا تھا۔ٹریبونل نے متوفی کی آمدنی کا مشخصہ 500',4روپے ماہانہ لگایا اور دعویدار کو 9فیصد کی شرح سے سود کے ساتھ 6.5لاکھ روپے کے معاوضے کا حقدار قرار دیا۔اپیل میں،عدالت عالیہ نے ایوارڈ کی توثیق کی۔

اس عدالت میں اپیل میں اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ ٹریبونل اور عدالت عالیہ نے کوئی ثبوت نہ ہونے کی بنیاد پر 6.5لاکھ روپے کا فیصلہ سنانے کے لیے پیش قدمی کی، کیونکہ زرعی آمدنی، اور دودھ یا مویشیوں کی فروخت سے ہونے والی آمدنی کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: .1 موٹر وہیکلز ایکٹ 1988 کی دفعہ 168 میں فراہم کردہ ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ ٹریبونل کو معاوضے کی رقم کا تعین کرنے کے لیے ایک ایوارڈ دینے کی ضرورت ہے جو حقیقی معنوں میں "نقصانات" ہے جو بدلے میں اسے "منصفانہ اور معقول" معلوم ہوتا ہے۔اعضاء کے نقصان یا زندگی کے معاوضے کو شاید ہی سنہری ترازو میں وزن کیا جا سکتا ہے۔لیکن ایک ہی وقت میں معاوضے سے متاثرہ شخص کے لیے نقصان کی توقع نہیں کی جاتی ہے۔قانونی شقیں واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ معاوضہ "منصفانہ" ہونا چاہیے اور یہ بونس نہیں ہوسکتا: منافع کا ذریعہ نہیں؛ لیکن یہ ایک معمولی سی رقم نہیں ہونی چاہیے۔عدالتوں اور ٹریبونلز کا فرض ہے کہ وہ مختلف عوامل کا جائزہ لیں اور معاوضے کی رقم کا تعین کریں، جو کہ منصفانہ ہونا چاہیے۔[249-بی،سی]

2۔"منصفانہ" معاوضہ کیا ہوگا یہ ایک پریشان کن سوال ہے۔انسانی زندگی یا اعضاء کی قدر کی پیمائش کے لیے تمام معاملات پر کوئی سنہری اصول لاگو نہیں ہوسکتا۔نقصانات کی پیمائش درست ریاضیاتی حساب سے نہیں کی جا سکتی۔یہ مخصوص حقائق اور حالات پر منحصر ہوگا، اور مخصوص یا خاص خصوصیات، اگر کوئی ہوں، پر توجہ دے گا۔معاوضے کا اندازہ لگانے کے لیے اپنائے گئے ہر طریقہ یا طریقہ پر "منصفانہ" معاوضے کے پس منظر میں غور کیا جانا چاہیے جو کہ اہم غور ہے۔اگرچہ "جو اسے منصفانہ لگتا ہے" کے بیان محاورہ کے استعمال سے ایک وسیع صوابدید ٹریبونل پر عائد ہوتی ہے، لیکن اس کا تعین عقلی ہونا چاہیے، جو ایک منصفانہ نقطہ نظر سے کیا جانا چاہیے نہ کہ سنکی، بے بنیاد قیاس آرائیوں اور من مانی کا نتیجہ۔بیان محاورہ "انصاف" مساوات، انصاف پسندی اور معقولیت، اور غیر من مانی کی نشاندہی کرتا ہے۔اگر ایسا نہیں ہے تو یہ منصفانہ نہیں ہوسکتا۔[249-F،E،D]

ہیلن سی ریبیلو بنام مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اے آئی آر (1998) ایس سی 3191، حوالہ دیا گیا۔

3۔ موجودہ معاملے میں ٹریبونل کے سامنے یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا کہ آمدنی کتنی تھی۔ یہاں تک کہ کوئی ایسا مواد بھی پیش نہیں کیا گیا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ متوفی کے پاس کس قسم کی زمین تھی۔ متوفی کے قبضے میں موجود زمین اب بھی دعویداروں کے پاس اس کے قانونی وارث کے طور پر باقی ہے۔ تاہم، اس بات کا امکان ہے کہ دعویداروں کو زراعت کی دیکھ بھال کے لیے افراد کو شامل کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ لہذا، آمدنی سے محرومی کے بارے میں عام اصول ان معاملات پر سختی سے لاگو نہیں ہوتا ہے جہاں زرعی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ حاضری کے حالات پر غور کرنا ہوگا۔ ٹریبونل کے سامنے 4,500 روپے ماہانہ کے اعداد و شمار پر پہنچنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا۔ اس اعداد و شمار پر پہنچنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔ تخمینہ کو درست ثابت کرنے کے لیے کسی مواد کے بغیر آمدنی کا تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا۔ [249-G،H؛250-A]

4۔ ماہانہ آمدنی 3000 روپے ماہانہ مقرر کی جاتی ہے، اور ذاتی اخراجات کے لیے 1000 روپے کاٹنے کے بعد، جہاں تک دعویداروں کا تعلق ہے، مالی تعاون 2,000 روپے ماہانہ مقرر کیا جاتا ہے۔ 18 کے ضرب کی بنیاد پر کام کیا گیا، معاوضہ 4,32,000 روپے مقرر کیا گیا ہے۔ جنازے کے اخراجات کے لیے ٹریبونل کی طرف سے دی گئی 2,000 روپے کی رقم میں مداخلت نہیں کی جاتی ہے اور اس طرح کل معاوضہ 4,34,000 روپے آتا ہے۔ ٹریبونل کی طرف سے مقرر کردہ اور عدالت عالیہ کی طرف سے تصدیق شدہ شرح سود یعنی 9 فیصد سالانہ مناسب ہے، اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ [250-سی، ڈی]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 2003 کی دیوانی اپیل نمبر 5523۔

2001 کے ایف اے او نمبر 1850 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 3.7.2001 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے پروین کمار رائے اور محترمہ کویتا واڈیا۔

جواب دہندگان کے لیے مہابیر سنگھ، اجے پال اور راکیش دہیہ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

ارجیت پسیات، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

اس اپیل میں چیلنج چندی گڑھ میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے ذریعے دیے گئے فیصلے کی قانونی حیثیت اور جواز کے لیے ہے، جس میں ریاست ہریانہ اور جنرل مینیجر، روڈ ٹرانسپورٹ، فتح آباد، موجودہ اپیل گزاروں کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کیا گیا ہے۔

مختصرا، اس اپیل سے نمٹنے کے مقصد سے متعلق پس منظر کے حقائق درج ذیل ہیں:

ایک جگگا سنگھ (جسے اس کے بعد 'متوفی' کہا جاتا ہے) 3.2.1999 پر ایک گاڑی کے حادثے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کی بیوہ (جواب دہندہ نمبر 1) اور نابالغ بیٹے سیوک سنگھ (جواب دہندہ نمبر 2) نے موٹر وہیکل ایکٹ 1988 کی دفعہ 166 (مختصر طور پر 'ایکٹ') کے تحت 10 لاکھ روپے کے معاوضے کے لیے دعوی کی درخواست دائر کی۔ دعوی کی درخواست میں متوفی کی ماں کو پروفارما مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ دعویداروں نے دعوی کی درخواست میں زور دے کر کہا کہ حادثے میں ملوث گاڑی ہریانہ روڈ ویز کی ملکیت تھی اور ایک اوم پرکاش ایچ آر-39-0418 والی گاڑی چلا رہا تھا۔ یہ استدعا کی گئی کہ متوفی کی عمر 25 سال تھی، وہ ایک کاشتکار تھا اور اپنی زرعی آراضی پر کاشتکاری کر کے اور مویشیوں کی خریداری اور فروخت کے پیشے سے، اور دودھ بیچ کر تقریبا 10,000 روپے ماہانہ کما رہا تھا۔

اپیل کنندہ ہریانہ روڈ ویز نے یہ موقف اختیار کرتے ہوئے اس دعوے کی مخالفت کی کہ گاڑی کے ڈرائیور کی طرف سے کوئی جلد بازی اور لاپرواہی نہیں تھی اور کسی بھی صورت میں متوفی کی طرف سے شراکت میں لاپرواہی تھی۔ اس دعوے کی اس بنیاد پر بھی مخالفت کی گئی کہ دعوی کی گئی رقم انتہائی مبالغہ آمیز تھی، بغیر کسی معقول بنیاد کے اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا کہ متوفی کی آمدنی اور متوفی کی طرف سے اس کے کنبہ کو مالی تعاون سے

محروم کیا گیا تھا۔ ایک اور دعوی کی درخواست اجائب سنگھ نے دائر کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ وہ اس حادثے میں زخمی ہوا ہے۔ ہمیں فی الحال اس کے کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ موٹر ایکسیڈنٹ کلیمز ٹریبونل، فتح آباد (مختصر طور پر 'ٹریبونل') نے 27.3.2001 کے بحکم ذریعے فیصلہ دیا کہ دعویدار مالی فوائد کے نقصان کے لیے 6.5 لاکھ روپے کے معاوضے کے حقدار ہیں۔ یہ مزید طے کیا گیا کہ دعویدار درخواست کی تاریخ سے وصولی تک معاوضے کی رقم پر 9 فیصد سود کے حقدار ہوں گے۔ معاوضے کے تعین کے لیے ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ متوفی کی ماہانہ آمدنی کا معقول مشخصہ 4500 روپے ماہانہ لگایا جا سکتا ہے۔ ذاتی اخراجات کے لیے 1500 روپے کاٹنے کے بعد ٹریبونل نے 3000 روپے ماہانہ کا حصہ لیا اور 18 کا ضرب ایکٹ کے دوسرے شیڈول کے مطابق لاگو کیا گیا۔ موجودہ اپیل گزاروں کی طرف سے عدالت عالیہ میں دائر اپیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ ایوارڈ میں کوئی کمزوری نہیں تھی۔

اپیل گزاروں کے معروف وکیل نے پیش کیا کہ عملی طور پر کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے ٹریبونل اور عدالت عالیہ نے 6.5 لاکھ روپے کا ایوارڈ دیا۔ تقریباً 4 ایکڑ اراضی سے زرعی آمدنی کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت بھی نہیں تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ متوفی کی دودھ یا مویشیوں کی فروخت سے کوئی آمدنی تھی۔ عدالت عالیہ نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں ہے کہ متوفی کی مویشیوں یا دودھ کی فروخت سے کوئی آمدنی تھی، اچانک اور فرضی نتیجے پر پہنچی کہ ماہانہ آمدنی 4500 روپے تھی۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا کہ زمین کی قسم، سالانہ پیداوار، اگر کوئی ہو، اور اس لیے، ایوارڈ قانون میں پائیدار نہیں ہے، اور عدالت عالیہ نے اپیل کو مسترد کرنے میں غلطی کی۔

اس کے برعکس، دعویداروں کے ماہر وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے امکانات اور زندگی کی حقیقتوں کو دیکھا ہے۔ اگر یہ بھی قبول کیا جائے کہ زرعی یا ڈیری سے ہونے والی آمدنی کو ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں ہے، تو زرعی آراضی سے ہونے والی ممکنہ آمدنی کے بارے میں ایک معقول نظریہ لیا جا سکتا ہے، جو ٹریبونل نے کیا اور عدالت عالیہ نے اپنی منظوری پر مہر لگا دی۔

اس بات کو مدنظر رکھنا ہوگا کہ دفعہ 168 میں فراہم کردہ ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ ٹریبونل کو معاوضے کی رقم کا تعین کرنے کے لیے ایک ایوارڈ دینے کی ضرورت ہے جو حقیقی معنوں میں 'نقصانات' ہے جو اسے 'منصفانہ اور معقول' معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ اعضاء کے گرنے یا زندگی کے نقصان کے معاوضے کو شاید ہی سنہری ترازو میں وزن کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ہوگی کہ معاوضے سے

متاثرہ کے لیے نقصان کی توقع نہیں کی جاتی ہے۔قانونی شقیں واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ معاوضہ "منصفانہ" ہونا چاہیے اور یہ ایک بونس نہیں ہو سکتا؛ منافع کا ذریعہ نہیں؛ لیکن یہ معمولی نہیں ہونا چاہیے۔عدالتوں اور ٹریبونلز کا فرض ہے کہ وہ مختلف عوامل کا جائزہ لیں اور معاوضے کی رقم کا تعین کریں، جو کہ منصفانہ ہونا چاہیے۔"منصفانہ" معاوضہ کیا ہوگا یہ ایک پریشان کن سوال ہے۔انسانی زندگی یا اعضاء کی قدر کی پیمائش کے لیے تمام معاملات پر کوئی سنہری اصول لاگو نہیں ہو سکتا۔نقصانات کی پیمائش درست ریاضیاتی حساب سے نہیں کی جا سکتی۔ یہ مخصوص حقائق اور حالات پر منحصر ہوگا، اور مخصوص یا خاص خصوصیات، اگر کوئی ہوں، پر توجہ دے گا۔معاوضے کا اندازہ لگانے کے لیے اپنائے گئے ہر طریقہ یا طریقہ پر "منصفانہ" معاوضے کے پس منظر میں غور کیا جانا چاہیے جو کہ اہم غور ہے۔اگرچہ اس بیان محاورہ کے استعمال سے جو اسے "منصفانہ" معلوم ہوتا ہے، ایک وسیع صوابدید ٹریبونل پر عائد ہوتی ہے، اس کا تعین عقلی ہونا چاہیے، جو ایک منصفانہ نقطہ نظر سے کیا جانا چاہیے نہ کہ سنکی، بے بنیاد قیاس آرائیوں اور من مانی کا نتیجہ۔بیان محاورہ 'انصاف' مساوات، انصاف پسندی اور معقولیت، اور غیر من مانی کی نشاندہی کرتا ہے۔اگر ایسا نہیں ہے تو یہ منصفانہ نہیں ہو سکتا۔(ہیلن سی ریبیلو بنام مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، اے آئی آر (1998) ایس سی 3191 دیکھیں۔

ٹریبونل کے فیصلے کو محض پڑھنے پر یہ واضح ہے جیسا کہ عدالت عالیہ نے تصدیق کی ہے کہ ٹریبونل کے سامنے یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی مواد نہیں رکھا گیا تھا کہ آمدنی کتنی تھی۔جیسا کہ اپیل گزاروں کے ماہر وکیل نے صحیح طور پر دعوی کیا، یہاں تک کہ زمین کی قسم کو ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا تھا جو متوفی کے پاس تھی۔معاملے کو مختلف زاویے سے دیکھا جا سکتا ہے۔متوفی کے قبضے میں موجود زمین اب بھی دعویداروں کے پاس اس کے قانونی وارث کے طور پر باقی ہے۔تاہم اس بات کا امکان ہے کہ دعویداروں کو زراعت کی دیکھ بھال کے لیے افراد کو شامل کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔لہذا، آمدنی سے محرومی کے بارے میں عام اصول ان معاملات پر سختی سے لاگو نہیں ہوتا ہے جہاں زرعی آمدنی کا ذریعہ ہے۔حاضری کے حالات پر غور کرنا ہوگا۔مزید برآں ٹریبونل کے سامنے 4500 روپے ماہانہ کے اعداد و شمار پر پہنچنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا۔اس اعداد و شمار پر پہنچنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔'منصفانہ معاوضے' کے بارے میں جو اوپر بحث کی گئی ہے اس کی روشنی میں تخمینے کو درست ثابت کرنے کے لیے کسی مواد کے بغیر آمدنی کا تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا۔عام طور پر، ہم معاملے کو نئے سرے سے غور و فکر کے لیے ٹریبونل کو واپس بھیج دیتے۔لیکن اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے کہ ایک نوجوان شخص اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، اور یہ معاملہ کچھ سالوں سے ٹریبونل اور عدالت عالیہ کے سامنے زیر التوا تھا، ہم تمام متعلقہ عوامل کو مدنظر رکھنا اور معاملے کا فیصلہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔متعلقہ پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے، جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، ماہانہ آمدنی

3000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے، اور ذاتی اخراجات کے لیے 1000 روپے کاٹنے کے بعد، جہاں تک دعویداروں کا تعلق ہے، مالی تعاون 2000 روپے ماہانہ مقرر کیا گیا ہے۔18 کے ضرب کی بنیاد پر کام کیا گیا، معاوضہ 432000روپے مقرر کیا گیا ہے۔ جنازے کے اخراجات کے لیے ٹریبونل کی طرف سے دی گئی 2000 روپے کی رقم میں مداخلت نہیں کی جاتی ہے اور اس طرح کل معاوضہ 434000 روپے آتا ہے۔سود کی شرح یعنی ٹریبونل کی طرف سے مقرر کردہ اور عدالت عالیہ کی طرف سے تصدیق شدہ 9 فیصد سالانہ مناسب ہے، اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔اس عدالت کے تاریخ 1 کے حکم کے مطابق جمع کی گئی رقم کو ایڈجسٹ کرنے کے بعد، بقایا رقم سود کے ساتھ آج سے تین ماہ کے اندر ٹریبونل کے سامنے جمع کی جائے گی۔ پہلے سے جمع کی گئی رقم کے ساتھ جمع کیے جانے پر 3 لاکھ روپے کی رقم دعویداروں کے نام پر فکسڈ ڈپازٹ میں رکھی جائے گی اور 50000 روپے کی رقم متوفی کی ماں محترمہ بلدیو کور کے نام پر فکسڈ ڈپازٹ میں رکھی جائے گی۔ وہ جمع پر سود نکالنے کے حقدار ہوں گے، جسے مزید پانچ سال کی مدت کے لیے دوبارہ جمع کیا جائے گا۔فوری ضرورت کی صورت میں، دعویداروں کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ جمع شدہ رقم کے کسی بھی حصے کو جاری کرنے کے لیے ٹریبونل کا رخ کریں۔ٹریبونل واپسی کی درخواست پر غور کرے گا اور فوری ضرورت کی صورت میں براہ راست واپسی کرے گا اور بصورت دیگر ایسی رقم کی نہیں جو ضرورت کو پورا کرے۔ یہ خاص طور پر اس بینک کو اشارہ کیا جائے گا جہاں جمع کیے جانے ہیں کہ ٹریبونل کے حکم کے بغیر کسی بھی قسم کی پیشگی یا واپسی کی اجازت نہیں ہوگی۔دعویداروں کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ فکسڈ ڈپازٹ میں ڈپازٹ سے متعلق حکم کے تغیر کے لیے ٹریبونل سے رجوع کریں، اگر کوئی دوسری اسکیم بہتر واپسی حاصل کرے گی اور باقاعدہ اور مستقل آمدنی بھی فراہم کرے گی۔

اپیل کی اجازت اس حد تک دی جاتی ہے جس حد تک اشارہ کیا گیا ہو۔اخراجات کو آسان بنایا گیا۔

کے۔کے۔ٹی۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document